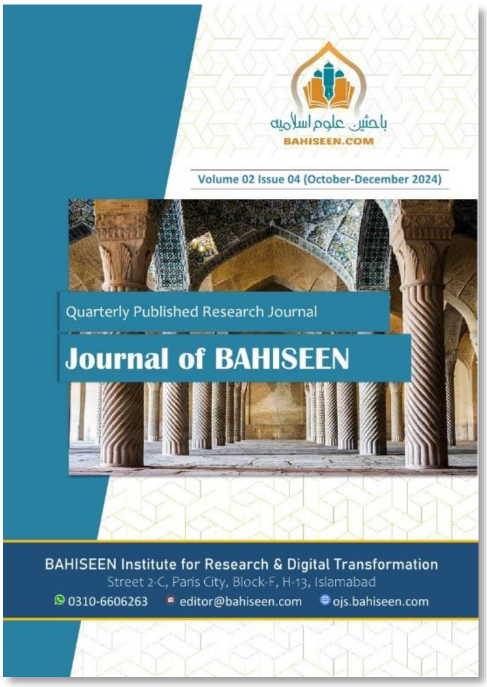

Title
Journal of BAHISEEN
Issue
Volume 02, Issue 04,
October-December 2024
ISSN
ISSN (Online): 2959-4758
ISSN (Print): 2959-474X
Frequency
Quarterly
Copyright ©
Year: 2024
Type: CC-BY-NC
Availability
Open Access
Website
ojs.bahiseen.com
Email
editor@bahiseen.com
Contact
+923106606263
Publisher
BAHISEEN Institute for
Research & Digital
Transformation, Islamabad

غیر مسلموں کے تہوار میں شرکت، تہذیبی شناخت سے متعلقہ روایات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Participation in Festivals of Non-Muslims; An Analytical Study in The Light of Hadiths Related to Civilizational Identity

Hafiz Ahmad Ali
PhD Research Scholar, Faculty of Arabic & Islamic Studies, AIOU, Islamabad
Dr. Navid Iqbal
Assistant Professor, Department of Hadith & Hadith Sciences, AIOU, Islamabad
Email: navid.iqbal@aiou.edu.pk

Abstract
Islam is a complete code of life; it means that Islam guides about every step and aspect of human life from the beginning to the end. An ultimate consequence of being a complete code of life is that Islam presents the concept of a unique and distinguished civilization, in which worship, affairs, society and ethics; everything has a distinct identity. Where other instructions were given to maintain the civilization identity, there was also an instruction given that Muslims have been blessed by Allah with certain festivals, which are the identity of Islamic civilization, So Muslims are prohibited to participate in the festivals of other civilizations. In this article, the following questions have been examined in the light of Hadith regarding the same topic: What is the nature of the prohibition to participate in the festivals of other civilization? Is there any scope for non-Muslims to participate in any festival? Does this prohibition have any relation with maintaining the identity of Islamic civilization?
In this article, we will discuss in detail about the participation of Muslims in the non-Muslims festivals in the light of hadiths related to cultural identity.
Keywords: Festivals, Muslims, Participation, non-Muslims, Civilizational Identity

تمہید:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ انسانی زندگی کی ابتداء سے انتہاء تک کے ہر مرحلے اور پہلو کے بارے میں اسلام راہنمائی کرتا ہے،اسی حقیقت کو قرآنِ مجید اِن الفاظ میں بیان کرتا ہے:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾[(1)]

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو تام کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو گیا۔

مکمل ضابطۂ حیات ہونے کا ایک لازمی نتیجہ یہ بھی ہے اسلام ایک منفرد و ممتاز تہذیب کا تصور پیش کرتا ہے، جس میں عبادات، معاملات، معاشرت و اخلاقیات؛ غرض ہر چیز کی ایک الگ پہچان ہے،اسی ممتاز تہذیب کے بارے میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد ابوامامہؓ سے روایت کیا گیا ہے:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ .... قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ بِالْيَهُودِيَّةِ وَلَا بِالنَّصْرَانِيَّةِ، وَلَكِنِّي بُعِثْتُ بِالْحَنِيفِيَّةِ السَّمْحَةِ...»[(2)]

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ... نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً مجھے نہ تو یہودیت دے کر بھیجا گیا ہے اور نہ ہی عیسائیت، بلکہ مجھے تو سہولت والا دینِ حنیف دے کے بھیجا گیا ہے“۔

اس حدیث کا شانِ ورود یہ ہے کہ ایک شخص کا کسی غار کے پاس سے گزر ہوا، وہاں پانی اور ارد گرد کھیت موجود تھے، اُس شخص نے سوچا کہ دنیا سے کنارہ کش ہو کر اسی غار میں قیام کر لیتا ہوں اور اِس پانی اور کھیت کی سبزیوں پر گزارہ کر لوں گا، پھر اُس شخص نے سوچا کہ آپ ﷺ سے اس کی اجازت لے لیتا ہوں، اگر اجازت مل گئی تو ٹھیک، وگرنہ یہ کام نہیں کروں گا، جب اُس نے آپ ﷺ سے یہ بات عرض کی تو اس موقع پر یہ بات آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی۔ اس حدیث میں واضح انداز میں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمادیا کہ جو ملّت آپ ﷺ کو دی گئی وہ دیگر ملّتوں سے ممتاز اور اپنی الگ شناخت رکھنے والی ملّت ہے۔

الغرض دینِ اسلام کی ایک الگ تہذیبی شناخت ہے، اسی شناخت کو برقرار رکھنے کے لیے آپ ﷺ نے مختلف مواقع پر عبادات، معاشرت، اخلاقیات و معاملات میں دیگر تہذیبوں اور ملّتوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ تہذیبی شناخت کو برقرار رکھنے کے لیے جہاں دیگر ہدایات دی گئیں، وہاں ایک ہدایت یہ بھی دی گئی کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے مخصوص تہواروں سے نوازا ہے، جو اسلامی تہذیب کی شناخت کی حیثیت رکھتے ہیں، لہٰذا دیگر تہذیبوں کی تہواروں میں شرکت سے مسلمانوں کو منع کیا گیا ہے۔

اس تحریر میں اسی موضوع کے حوالے سے وارد احادیثِ طیبہ کی روشنی میں درج ذیل سوالات کا جائزہ لیا گیا ہے:

1۔ دیگر تہذیبوں کے تہواروں میں شرکت کی ممانعت کس نوعیت کی ہے؟

2۔ کیا غیر مسلموں کے کسی تہوار میں شرکت کی کسی حد تک گنجائش بھی موجود ہے؟

3۔ اس ممانعت کا اسلامی تہذیب کی شناخت کو برقرار رکھنے سے بھی کوئی تعلق ہے؟

1- زمانہ جاہلیت کے تہوار والی جگہ نذر کی قربانی کے بارے میں سوال

رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک شخص نے یہ منت مانی کہ وہ "بوانہ" (نامی جگہ) پر قربانی کرے گا، پھر اُس نے اس بارے میں آپ ﷺ سے استفسار کیا، تو آپ ﷺ نے اُس جگہ قربانی کی نذر پوری کرنے کی اجازت اس شرط کے ساتھ دی کہ وہاں زمانہ جاہلیت کے تہواروں میں سے کوئی تہوار نہ منایا جاتا ہو اور نہ ہی وہاں کوئی ایسا بت ہو جس کی عبادت کی جاتی ہو، اس روایت کو امام ابو داودؒ نے اس طرح نقل کیا ہے:

عن ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاكِ، قَالَ: نَذَرَرَجُلٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْحَرَ إِبِلًا بِبُوَانَةَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ إِبِلًا بِبُوَانَةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَلْ كَانَ فِيهَا وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟» قَالُوا: لَا، قَالَ: «هَلْ كَانَ فِيهَا عِيدٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ؟» ، قَالُوا: لَا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَوْفِ بِنَذْرِكَ، فَإِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ، وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ»[(3)]

ثابت بن ضحاک کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک شخص نے یہ نذر مانی کہ وہ "بوانہ" (نامی جگہ) پر ایک اونٹ ذبح کرے گا، چنانچہ وہ شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں منت مانی ہے کہ "بوانہ" (نامی جگہ) پر ایک اونٹ ذبح کروں (تو کیا میرے لیے یہ جائز ہے؟)، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "کیا وہاں زمانہ جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت ہے جس کی عبادت کی جاتی ہو؟"، لوگوں نے کہا: نہیں!، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا وہاں اہلِ جاہلیت کے تہواروں میں سے کوئی تہوار ہوتا ہے؟"، لوگوں نے کہا: نہیں!، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنی نذر کو پورا کرو، کیونکہ نہ تو ایسی نذر کو پورا کرنا جائز ہے جس میں اللہ کی نافرمانی ہو اور نہ ہی اُس نذر کو جس کا پورا کرنا آدمی کے اختیار میں نہ ہو"۔

اس حدیث میں غور و فکر کرنے سے درج ذیل امور واضح ہوتے ہیں:

1۔ آپ ﷺ نے ایسے مقام سے بھی بچنے کی تاکید کی ہے جہاں جاہلیت کا تہوار منایا جاتا ہو۔

2۔ حالانکہ آپ ﷺ سے اُس مقام پر ایک عبادت کو پورا کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا تھا۔

3۔ جب جاہلیت کے تہوار والی جگہ پر اپنی عبادت تک کی ممانعت ہے،تو جاہلیت کے کسی تہوار میں شریک ہونا بطریقِ اولی ممنوع قرار پائے گا۔

4۔ جب کوئی شخص نذر میں جگہ کو متعین کرلے،تو اُسی جگہ اُس نذر کو پورا کرنا ضروری ہے۔

5۔ جس جگہ کسی بت کی عبادت کی جاتی ہو،وہاں قربانی کرنا جائز نہیں؛کیونکہ اس میں غیر اللہ کے لیے قربانی کرنے والوں کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔

6۔ اگر کسی شخص نے ایسے کام کی نذر مان لی جو اللہ تعالیٰ کی معصیت کے زمرے میں آتا ہے،تو ایسی نذر کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ ہی ایسی نذر کو پورا کرنا جائز ہے۔

7۔ ایسے کام کی نذر ماننا بھی جائز نہیں جو انسان کے اختیار میں ہی نہ ہو،اگر ایسی نذر مان لی تو اُس کا پورا کرنا ضروری نہیں۔

یہی حدیث سننِ ابن ماجہ میں ابن عباسؓ سے اِس طرح مروی ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ بِبُوَانَةَ، فَقَالَ: «فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «أَوْفِ بِنَذْرِكَ» (4)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی:اے اللہ کے رسول!میں نے "بوانہ" کے مقام پر قربانی کرنے کی منت مانی ہے(تو کیا وہاں قربانی کرلوں؟)، آپ ﷺ نے فرمایا:"کیا تمہارے دل میں جاہلیت کی کوئی بات ہے؟"،اُس نے کہا: نہیں!، تو آپ ﷺ نے فرمایا:"اپنی نذر کو پورا کرلو"۔

ابن عباسؓ کی اس روایت سے درج ذیل امور واضح ہوتے ہیں:

1۔ "بوانہ" کے مقام پر زمانہ جاہلیت میں کوئی تہوار منایا جاتا تھا اور وہاں بت خانہ بھی تھا جو بعد میں ختم ہوگیا۔

2۔ آپ ﷺ نے "بوانہ" کے مقام پر قربانی کی اجازت دینے سے قبل پہلے اِس بات کی بھی تسلی کی کہ جو تہوار اُس جگہ منائے جاتے تھے،وہ اب ختم ہو چکے اور اب وہاں کوئی بت خانہ بھی موجود نہیں ہے۔

3۔ آپ ﷺ نے اُس جگہ قربانی کی اجازت دینے دے پہلے اُس شخص سے یہ بھی دریافت کیا کہ "بوانہ" سے منسوب کسی قسم کی جاہلیت اُس شخص کے دل میں موجود تو نہیں۔

4۔ اِس روایت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اگر کسی جگہ سے غیر مسلموں کے تہوار اور عبادت خانے کے نشانات مٹ بھی گئے ہوں،وہاں کسی مسلمان کے لیے عبادت تب ہی جائز ہوگی جب اُس کے دل میں اُس جگہ کے بارے میں کوئی جاہلانہ تصور وعقیدہ موجود نہ ہو۔

2۔ اہلِ کتاب / مشرکین کی عید کے دن روزے کا اہتمام کرنا

مسند احمد میں ام سلمہؓ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہفتے اور اتوار کے دن روزے کا اہتمام کرتے تھے اور اِن دونوں دنوں میں روزے کے اہتمام کی وجہ خود آپ ﷺ نے یہ بیان فرمائی کی یہ دونوں دن مشرکین کی عید یا خوشی کے دن ہیں اور میں ان دنوں میں روزہ رکھ کر اُن کی مخالفت کرنا چاہتا ہوں،چنانچہ مسند احمد میں ہے:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ يَوْمَ السَّبْتِ وَيَوْمَ الْأَحَدِ أَكْثَرَ مِمَّا يَصُومُ مِنَ الْأَيَّامِ، وَيَقُولُ: **«إِنَّهُمَايَوْمَا عِيدِ الْمُشْرِكِينَ، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أُخَالِفَهُمْ»** (5)

ام سلمہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ عام دنوں کی نسبت ہفتہ اور اتوار کے دن کثرت کے ساتھ روزے رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ مشرکین کی عید کے دن ہیں، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ان کے خلاف کروں۔

اس حدیث سے درج ذیل امور واضح ہوتے ہیں:

1۔ رسول اللہ ﷺ نفلی روزوں کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔

2۔ اس روایت کے مطابق ہفتے اور اتوار کو آپ ﷺ نفلی روزہ بنسبت دوسرے ایام کے زیادہ رکھتے تھے (اگرچہ بعض روایات میں سوموار اور جمعرات کے دن کے بارے میں آیا ہے کہ آپ ﷺ اِن دنوں میں روزے کا اہتمام فرماتے تھے۔[6]

3۔ ہفتے اور اتوار کے دن روزے کا اہتمام کرنے کی وجہ آپ ﷺ نے خود بیان فرمائی کہ ہفتہ یہود کے لیے، جبکہ اتوار نصاری کے لیے ایک عید اور خوشی کا دن ہوتا ہے، جبکہ آپ ﷺ یہ چاہتے تھے کہ اُن کی خوشی و عید کے دن مسلمان اُس میں کسی طرح بھی شریک نہ ہوں۔

4۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ اپنی تہذیبی شناخت کو الگ سے بر قرار رکھنے کے لیے جہاں تک ممکن ہوتا تھا، دیگر تہذیبوں کی روش سے الگ چلتے تھے، تاکہ مسلمانوں کی ایک الگ اور واضح تہذیبی شناخت بر قرار رہ سکے۔

یہی روایت سنن کبری للنسائی میں اِس طرح مروی ہے:

عَنْ كُرَيْبٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، بَعَثَ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ وَإِلَى عَائِشَةَ يَسْأَلُهُمَا: مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ أَنْ يَصُومَ مِنَ الْأَيَّامِ، فَقَالَتَا: مَا مَاتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَانَ أَكْثَرُ صَوْمِهِ يَوْمَ السَّبْتِ وَالْأَحَدِ، وَيَقُولُ: «هُمَا عِيدَانِ لِأَهْلِ الْكِتَابِ فَنَحْنُ نُحِبُّ أَنْ نُخَالِفَهُمْ» [7]

کریب کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے عائشہؓ اور ام سلمہؓ کی طرف کسی کو بھیج کر یہ سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کن دنوں میں روزہ رکھنا زیادہ پسند کرتے تھے؟ تو ان دنوں نے کہا کہ آپ ﷺ وفات تک ہفتے اور اتوار کے دن کا روزہ کثرت سے رکھتے تھے اور فرماتے تھے: "یہ دونوں دن اہل کتاب کی عید کے دن ہیں اور ہم اُن کے (طریقے کے) خلاف چلنے کو پسند کرتے ہیں۔

ابن عباسؓ کی اس روایت سے درج ذیل اضافی امور سامنے ہیں:

1۔ ہفتے اور اتوار کے دن روزے کے اہتمام کے بارے میں گزشتہ روایت میں ایک زوجہ مطہرہ کی گواہی تھی، جبکہ اِس روایت میں عائشہؓ کی گواہی بھی ساتھ شامل ہے (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ آپ ﷺ سوموار اور جمعرات کو بھی روزے کا اہتمام کرتے تھے، لیکن ہفتے اور اتوار کے دن یہ اہتمام بنسبت دوسرے ایام کے زیادہ تھا)۔

2۔ آپ ﷺ نے اپنی وفات تک ان دو دنوں کے روزے کا اہتمام فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ اس معاملے میں یہ آپ ﷺ کا آخری طرزِ عمل رہا ہے۔

3۔ گزشتہ روایت میں آپ ﷺ نے اِن دو ایام کو مشرکین کی عید کے ایام قرار دیا تھا، جبکہ اس روایت میں وضاحت فرمادی کہ مشرکین سے مراد اہل کتاب ہیں۔

خلاصۂ کلام یہ کہ اِن دونوں روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اہلِ کتاب کی عید اور خوشی کے دن روزے کا اہتمام کیا، تاکہ اُن کی عید یا تہوار کے دن میں اُن کے طریقے کے خلاف چلیں، اِس سے واضح طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپ ﷺ نے غیر مسلموں کے تہوار کے دن اُن کی خوشی کے خلاف چلنے کے لیے اس قدر اہتمام کیا کہ آپ ﷺ نے اس دن روزہ رکھا، تو پھر اُن کے تہوار میں شریک ہونا یا اُنہیں اُس تہوار کی مبارک باد پیش کرنا بطریقِ اولیٰ ممنوع ہوگا۔

3- زمانۂ جاہلیت سے رائج تہوار کے بجائے عیدِ فطر و اضحیٰ پر اکتفاء کا حکم

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے انصارِ مدینہ کو دیکھا کہ وہ دو مخصوص دنوں کو خصوصی تہوار کے طور پر مناتے تھے، آپ ﷺ نے جب اُن سے اس بارے میں دریافت فرمایا، تو انصار نے کہا کہ یہ دو دِن ہمارے ہاں زمانۂ جاہلیت سے تہوار کے طور پر منائے جاتے ہیں، ہم اِن دنوں میں خوب کھیل کود کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اُنہیں اِن دو دِنوں کو تہوار کے طور پر منانے سے منع فرمایا اور تاکید کی کہ اِن دنوں کے بجائے عیدینِ فطر و اضحیٰ کو منایا جائے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو بطورِ تہوار عطا کیے گئے ہیں، چنانچہ سنن ابی داود میں ہے:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ:قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا فَقَالَ:مَا هَذَانِ الْيَوْمَانِ؟ قَالُوا: كُنَّا نَلْعَبُ فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ.فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا:يَوْمَ الْأَضْحَى، وَيَوْمَ الْفِطْرِ"(8)

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے (تو دیکھا کہ) اُن (اہل مدینہ) کے ہاں دو دن ایسے ہیں جن میں وہ کھیل کود کرتے ہیں، تو آپ ﷺ نے پوچھا: "یہ دو دن کیسے ہیں؟"، ان لوگوں نے کہا کہ زمانۂ جاہلیت میں ہم ان دو دنوں میں کھیلتے کودتے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے تمہیں ان کے بدلے ان سے بہتر دو دن عطا فرما دیئے ہیں: ایک عید الاضحی کا اور دوسرا عید الفطر کا دن"۔

اس حدیث سے درج ذیل امور سامنے آتے ہیں:

1۔ رسول اللہ ﷺ جو شریعت لے کر آئے، وہ صرف عبادات کا مجموعہ نہیں، بلکہ ایک مکمل تہذیبی پیکج ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے ہمیں جہاں عبادات کی تعلیم دی، وہاں رسوم وروایات اور معاشرت کے بارے میں بھی راہنمائی فرمائی اور آپ ﷺ نے اسلام کی تہذیبی شناخت کو ایک الگ حیثیت میں برقرار رکھنے کے لیے ہر اُس بات کا سدِباب کیا، جس سے اسلام کی منفرد تہذیبی شناخت کے مٹنے کا خطرہ تھا۔

2۔ آپ ﷺ نے انصار کو اُن تہواروں کے منانے سے منع فرمادیا جو پہلے سے رائج تھے، ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ دو دن جن کو انصار مناتے تھے، نیروز اور مہرجان کے دن تھے، پس یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ نیروز و مہرجان اور کفار کے کسی بھی قسم کے تہوار کی تعظیم ممنوع ہے(9)۔

3۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کفار کی عیدوں، تہواروں میں خوشی منانا مکروہ ہے، وہ مزید لکھتے ہیں کہ علمائے احناف میں ابو حفص کبیر نے تو اس معاملے میں بہت زیادہ سختی سے کام لیا ہے اور یہ فتوی دے دیا کہ جس نے اس دن کی تعظیم کرتے ہوئے کسی مشرک کو کوئی تحفہ دے دیا تو وہ کافر ہو جائے گا(10) (بظاہر علامہ ابن حجر اس پر رد کرنا چاہتے ہیں کہ اس طرح سے کفر کا فتوی لگانا بھی ٹھیک نہیں)۔

4- غیر مسلموں کے تہوار میں شرکت کے بارے میں وارد وعیدیں

نیروز و مہرجان کے تہوار منانے کے بارے میں عبد اللہؓ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ جو شخص اِن تہواروں کو منائے گا اور اِن لوگوں کی مشابہت اختیار کرے گا، اگر اُس کو بغیر توبہ کے موت آگئی تو اُس کا حشر قیامت کے دن انہی لوگوں کے ساتھ ہوگا، چنانچہ سنن کبری للبیہقی میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: "مَنْ بَنَى فِي بِلَادِ الْأَعَاجِمِ فَصَنَعَ نَوْرُوزَهُمْ وَمِهْرَجَانَهُمْ وَتَشَبَّهَ بِهِمْ حَتَّى يَمُوتَ وَهُوَ كَذَلِكَ حُشِرَ مَعَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".(11)

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: "جس نے عجمیوں کے ممالک میں گھر بنایا، پھر اُن کے نوروز و مہرجان (کے تہوار) منائے اور اُن سے مشابہت اختیار کی، حتی کہ وہ موت تک اسی حالت پر رہا، تو اُس کا حشر قیامت کے دن اُنہی کے ساتھ ہوگا"۔

عبد اللہ بن عمروؓ کے اس اثر سے درج ذیل امور واضح ہوتے ہیں:

1۔ ایسے معاشرے اور علاقے میں گھر بسانا پسندیدہ عمل نہیں جہاں اسلامی تہذیب مغلوبیت کا شکار ہو، غیر مسلم تہذیب میں گھر بسانے سے اپنی تہذیبی شناخت کے مٹ جانے کا خطرہ ہے۔

2۔ غیر مسلمین کے تہواروں کو منانا ایسا عمل ہے کہ اگر اِس سے توبہ کیے بغیر موت آئی تو حشر میں اُنہی غیر مسلموں کے ساتھ اٹھائے جانے کا خطرہ ہے۔

عمرؓ بن خطاب اس معاملے کو بہت اہمیت دیتے تھے، چنانچہ ایک موقع پر انہوں نے صاف صریح انداز میں فرمایا کہ جب اللہ کے دشمن اپنے کسی عید تہوار کو منا رہے ہوں، تو تم اُن سے بچو، اُن کے ہاں مت جاؤ، اس کی وجہ انہوں نے یہ بیان کی ہے کہ اس موقع پر جو خدا کی ناراضگی اُن پر نازل ہوتی ہے، جو مسلمان اُن کے ساتھ شریک ہوتا ہے، وہ بھی اس کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

چنانچہ سنن کبری بیہقی میں ہے:

عَنْ سَعِيدَ بْنَ سَلَمَةَ، سَمِعَ أَبَاهُ، سَمِعَ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:" اجْتَنِبُوا أَعْدَاءَ اللهِ فِي عِيدِهِمْ "[12]

سعید بن سلمہ کہتے ہیں کہ اُن کے والد سلمہ نے عمرؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا: "اللہ کے دشمنوں کے ساتھ اُن کی عید میں شامل ہونے سے بچو"۔

اس بارے میں مصنف عبد الرزاق میں عمرؓ بن خطاب سے یہ روایت نقل کی گئی ہے:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: «لَا تَعَلَّمُوا رَطَانَةَ الْأَعَاجِمِ، وَ لَاتَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ فِي كَنَائِسِهِمْ يَوْمَ عِيدِهِمْ، فَإِنَّ السَّخْطَةَ تَنْزِلُ عَلَيْهِمْ»[13]

عمر بن خطابؓ کہتے ہیں کہ عجمیوں کی بولی نہ سیکھو اور نہ ہی اُن کی عید کے دن اُن کے گرجا گھروں میں داخل ہوا کرو؛ کیونکہ (خدا کی) ناراضگی اُن پر نازل ہوتی ہے۔

متذکرہ بالا دونوں روایتوں سے درج ذیل امور واضح ہوتے ہیں:

1۔ غیر مسلموں کے تہوار میں شرکت خدا تعالیٰ کی ناراضگی کے نازل ہونے کا سبب ہے، کیونکہ اِن تہواروں میں عموماً وہ لوگ ایسے افعال کے مرتکب ہوتے ہیں جو خدا کی ناراضگی کا سبب بنتے ہیں، تو ایسی جگہ جانا جہاں خدا کی ناراضگی والے اعمال کا ارتکاب کیا جا رہا ہو، خود کو اُس ناراضگی میں شامل کرنے کا سبب ہے۔

2۔ غیر مسلمین کی عبادت گاہوں میں جانا عام حالات میں تو ممنوع نہیں، البتہ اُن کے کسی تہوار کے موقع پر اُن کی عبادت گاہوں میں بھی نہیں جانا چاہیے۔

5- غیر شرعی امور والے تہوار میں شرکت اور صحابہ کرامؓ کا طرزِ عمل

غیر مسلم اقوام کے تہوار زیادہ تر ایسے نظریات پر مبنی اور ایسے اعمال پر مشتمل ہوتے ہیں جو شرعی طور پر ممنوع ہوتے ہیں، ایسے کسی تہوار میں شرکت کرنا اُن لوگوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کا باعث ہے، حدیث کے مطابق جو اُن کی تعداد میں اضافے کا باعث بنے گا، وہ انہی میں شمار ہوگا، نیز اُس کا یہ عمل اِس بات کی دلیل سمجھا جائے گا کہ وہ بھی ان غیر شرعی امور پر رضامند ہے جن کا اُس تہوار میں ارتکاب کیا گیا۔ عبد اللہؓ بن مسعود کو ایک مرتبہ ایسی ہی کیفیت پیش آئی ، انہیں ولیمے کی دعوت دی گئی ، لیکن جب وہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہاں گانے بجانے کا اہتمام کیا گیا تھا، ابن مسعودؓ وہاں سے فوراً نکل آئے اور یہی حدیث اپنے عمل کے لیے بطور دلیل پیش کی، علامہ ابن حجر نے "المطالب العالیۃ" میں اس روایت کو یوں نقل کیا ہے:

عن عمرو قال أن رجلا دعى عَبْدَ اللَّهِ بن مسعود رَضِيَ الله عَنْه إِلَى وَلِيمَةٍ فَلَمَّا جاءَ سَمِعَ لَهْوًا فَلَمْ يَدْخُلْ فَقَالَ مَا لَكَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ كَثَّرَسَوَادَ قَوْمٍ فَهُوَمِنْهُمْ وَمَنْ رَضِيَ عَمَلَ قَوْمٍ كَانَ شَرِيكًا لِمَنْ عَمِلَهُ"[14]

عمرو بن حارث کہتے ہیں کہ عبد اللہؓ بن مسعود کو ایک ولیمے کی دعوت دی گئی، جب وہ (وہاں) پہنچے، تو گانا بجانا سُنائی دیا، تو وہ اندر داخل ہی نہ ہوئے، اُس (دعوت دینے والے) آدمی نے آپؓ سے کہا کہ آپ کو کیا ہوا؟ تو ابن مسعودؓ کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "جس نے کسی قوم کی تعداد میں اضافہ کیا، وہ انہی میں سے ہے اور جو کسی قوم کے کسی عمل پر راضی رہا، تو وہ اُس عمل میں اُن کا شریک شمار ہو گا"۔

اس روایت سے درج ذیل امور واضح ہوتے ہیں:

1۔ جس مجلس اور محفل کے بارے میں معلوم ہو کہ وہاں کسی غیر شرعی امر کا ارتکاب کیا جائے گا، وہاں جانا ہی جائز نہیں، اگر پہلے سے معلوم نہ ہو اور انسان وہاں چلا جائے، تو وہاں شریک رہنا جائز نہیں، چونکہ غیر مسلمین کے تہوار عموماً ایسے امور پر مشتمل ہوتے ہیں جو شرعاً ممنوع ہیں، تو اُن تہواروں میں شرکت کا بھی یہی حکم ہو گا۔

2۔ کسی قوم کے تہوار میں شریک ہو کر اُن کی تعداد میں اضافہ کرنا بھی غلط ہے، چاہے شریک ہونے والا اُن امور سے متفق نہ ہو جن کا وہاں ارتکاب کیا گیا؛ کیونکہ وہاں شریک ہونا اور اُن کی تعداد بڑھانا بھی ایک طرح سے اُن کے حق میں تائید شمار کی جائے گی، جو باطل کی تائید کی ہی ایک صورت ہے۔

3۔ غیر شرعی امور پر مشتمل تہوار یا مجلس میں شرکت کرنے والا شخص، اگر اُن غیر شرعی امور پر دل سے راضی رہا، تو وہ اُن امور کے مرتکبین میں شمار ہو گا، چاہے عملاً اُس نے کسی غیر شرعی امر کا ارتکاب نہ کیا ہو۔

اس روایت کا ایک شاہد بھی موجود ہے، چنانچہ ابو ذر غفاریؓ کو ایسی ہی صورت حال پیش آئی، تو انہوں نے بھی ابن مسعودؓ کا طرزِ عمل اختیار کیا اور اسی حدیث سے استدلال کیا

الزھد لابن المبارک میں ابو ذر غفاریؓ سے یہ روایت موقوفا اس طرح نقل کی گئی ہے:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمٍ، أَنَّ أَبَا ذَرٍّ الْغِفَارِيَّ، دُعِيَ إِلَى وَلِيمَةٍ فَلَمَّا حَضَرَ إِذَا هُوَ بِصَوْتٍ فَرَجَعَ فَقِيلَ لَهُ: أَلَا تَدْخُلُ؟ فَقَالَ: «أَسْمَعُ فِيهِ صَوْتًا، وَمَنْ كَثَّرَ سَوَادًا كَانَ مِنْ أَهْلِهِ، وَمَنْ رَضِيَ عَمَلًا كَانَ شَرِيكَ مَنْ عَمِلَهُ»[15]

عبد الرحمن بن زیاد کہتے ہیں کہ ابو ذر غفاریؓ کو ایک ولیمے کی دعوت دی گئی، جب وہ وہاں پہنچے تو اُن کو (گانے بجانے کی) ایک آواز سنائی دی، وہ فوراً واپس جانے لگے، کسی نے کہا کہ آپ اندر نہیں جائیں گے؟ تو وہ کہنے لگے کہ مجھے یہاں (گانے کی) آواز سنائی دے رہی ہے اور جو بھی کسی جمعیت کو بڑھائے گا وہ انہی میں شمار ہو گا اور جو کسی عمل پر راضی ہو گا وہ اس عمل میں شریک شمار ہو گا۔

ان دونوں روایتوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص غیر مسلموں کے کسی تہوار میں شامل ہو کر اُن کی جمعیت میں اضافے کا باعث بنتا ہے، تو وہ انہی میں شمار کیا جائے گا، نیز اس دوران وہاں جو بھی غیر شرعی نظریات و اعمال سرزد ہوں گے، اگر یہ وہاں سے رضامندی سے بیٹھا رہا، تو یہ بھی اُن اعمال میں شریک شمار کیا جائے گا۔

نتائج بحث

- رسول اللہ ﷺ نے ایسے مقام پر قربانی کی نذر پوری کرنے سے بھی منع فرمایا جہاں زمانۂ جاہلیت کا کوئی تہوار منایا جاتا ہو یا وہاں بتوں کی عبادت کی جاتی ہو، اس روایت کی دلالۃ النص سے غیر مسلمین کے تہوار میں شرکت کی ممانعت ثابت ہوتی ہے، کہ جب کسی تہوار والی جگہ پر عبادت کی بھی اجازت نہیں، تو تہوار میں شرکت تو بطریق اولیٰ ممنوع ہو گی۔

- رسول اللہ ﷺ نے اسلامی تہذیب کی الگ شناخت کو برقرار رکھنے کی اس قدر تاکید فرمائی کہ جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ اہلِ مدینہ فارسیوں کے دو تہوار (نیروز و مہرجان) مناتے ہیں، تو آپ ﷺ نے نہ صرف اُنہیں اِن تہواروں کے منانے سے منع فرمایا، بلکہ اسلام کے تہوار (عیدین) کا نام لے کر بتایا کہ اسلام کی تہذیبی شناخت اِن تہواروں سے قائم رہے گی۔
- غیر مسلمین کے تہواروں سے اجتناب کی اہمیت رسول اللہ ﷺ کے ہاں اس قدر تھی کہ آپ ﷺ اُن ایام میں روزوں کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے اور آپ ﷺ نے انتہائی واضح الفاظ میں اس کی وجہ خود بیان فرمائی کہ میں اِن دنوں میں روزوں کا اہتمام اہلِ کتاب و مشرکین کی خوشی اور تہوار کی مخالفت میں کرتا ہوں۔
- غیر مسلمین کے تہوار میں شرکت کے بارے میں شدید وعیدیں بھی وارد ہوئی ہیں، ایک روایت کے مطابق خدا کی جو ناراضگی اُن لوگوں پر اس موقع پر نازل ہوتی ہے، وہی ناراضگی اُن کے ساتھ شریک ہونے والے مسلمان پر نازل ہوتی ہے، دوسری روایت کے مطابق ایسا شخص اگر توبہ نہیں کرے گا، تو اُس کا حشر اُنہی لوگوں کے ساتھ ہونے کا خطرہ ہے۔
- کوئی بھی ایسی محفل جہاں غیر شرعی امور کا ارتکاب کیا جارہا ہو، صحابہ کرام کا طرزِ عمل یہی رہا ہے کہ اس محفل میں وہ شرکت نہیں کرتے تھے، اگر انجانے میں وہاں چلے بھی جاتے، تو فوراً واپس ہو جاتے تھے۔ ابن مسعودؓ اور ابوذر غفاریؓ نے اپنے اِس طرزِ عمل پر استدلال آپ ﷺ کی حدیث سے کیا ہے، جب مسلمانوں کی ایسی محفل و مجلس میں شرکت سے اجتناب کیا گیا ہے، جس میں غیر شرعی امور کا ارتکاب کیا جارہا ہو، تو غیر مسلمین کے تہوار میں شرکت تو بطریقِ اولیٰ ممنوع قرار پائے گی؛ کیونکہ یہ تہوار نہ صرف غیر شرعی امور پر مشتمل ہوتے ہیں، بلکہ ایسے افکار و عقائد بھی اِن میں پائے جاتے ہیں جن کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔
- خلاصۂ کلام یہ ہے کہ احادیثِ طیبہ اور آثارِ صحابہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ غیر مسلمین کے تہوار میں شرکت سے منع کیا گیا ہے، نیز اس ممانعت اسلام کی تہذیبی شناخت کو برقرار رکھنے سے بھی ایک گہرا تعلق ہے۔

حواشی

1۔ القرآن، المائدۃ،5:3۔

2۔ احمد بن حنبل، شیبانی۔مسند الامام احمد، بیروت: مؤسسۃالرسالۃ، ط1421ھ، رقم الحدیث:22291۔

3 ابو داود، سلیمان بن احمد، سجستانی۔ سنن ابی داود، بیروت: المکتبۃ العصریۃ، ط-ن، رقم الحدیث:3313۔

4۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ، محمد بن یزید۔ سنن ابن ماجہ، بیروت: داراحیاء الکتب العربیۃ، ط-ن، رقم الحدیث:2130۔

5۔ احمد بن حنبل، مسند احمد، رقم الحدیث:26750۔

6۔ ابو داود، سلیمان بن اشعث، سنن، رقم الحدیث:2436۔

7۔ نسائی، ابو عبد الرحمن، احمد بن شعیب۔ السنن الکبری للنسائی، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ط1421ھ، رقم الحدیث:2788۔

8۔ ابو داود، سنن، رقم الحدیث:1134۔

9۔ ملا علی القاری، علی بن سلطان۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، بیروت: دار الفکر، ط1422ھ، 3/1069۔

10۔ ابن حجر، عسقلانی، احمد بن علی۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، بیروت: دار المعرفۃ، ط1379، 2/442۔

11۔ بیہقی، ابو بکر، احمد بن حسین۔ السنن الکبری، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ط1424ھ، رقم الحدیث:18864۔

12۔ بیہقی، سنن کبری، رقم الحدیث:18862۔

13۔ صنعانی، ابو بکر، عبد الرزاق بن ھمام۔ مصنف عبد الرزاق، بیروت: المکتب الاسلامی، ط1403ھ، رقم الحدیث:1609۔

14۔ ابن حجر، عسقلانی، احمد بن علی۔ المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ، السعودیۃ: دار العاصمۃ، ط1419ھ، رقم الحدیث:1660۔

15۔ ابن المبارک، ابو عبد الرحمن، عبد اللہ بن المبارک، الزھد والرقاق لابن المبارک، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ط-ن، باب استماع اللھو، 2/12۔